تاثیرِ قرآن

نفوسِ انسانی پر

میر محمد حسین - ایم - اے - فاضل دیوبند

ہم عجمی ہیں اور قرآن مجید عربی۔ ہمارا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ "زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم" قرآن مجید کے الفاظ کی ساخت، ان کی باہمی بندش و ترکیب اور اس کے اسلوب میں کچھ ایسی حلاوت و غنائیت ہے کہ ایک عام آدمی بھی کسی خوش گلو قاری کو قرآن پڑھتے سُن کر جھومنے لگتا ہے۔ برصغیر کا یہ واقعہ کسی پڑھے لکھے آدمی سے مخفی نہیں کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم جب اپنی مخصوص لَے میں قرآن مجید تلاوت کرتے تھے تو یہاں کے ہندو اور سکھ بھی سُن کر مسحور ہو جاتے اور گھنٹوں تک پوری محویت کے ساتھ کھڑے سُنتے رہتے۔ آج بھی جب حسنِ قراءت کی محفلیں جمتی ہیں تو مجموں پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید کی ہم عجمیوں پر یہ تاثیر اس کے باوجود ہے کہ ہم نہ اس کے معانی کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی فصاحت و بلاغت کا ادراک رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو یہ دولت بھی نصیب ہو تو قرآن مجید سُن کر اس کی کیا کیفیت ہو۔ اس کا اندازہ ان عربوں سے پوچھیے جن کی نہ صرف مادری زبان عربی تھی بلکہ انہیں اپنی سخن آوری پر اس قدر ناز تھا کہ وہ پوری دُنیا کو اپنے مقابلے میں عجم (بے زبان) تصور کرتے تھے۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو الزامات عائد کیے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یہ شخص (ساحر) جادوگر ہے۔ یہ الزام خود بتا رہا ہے کہ لسانِ رسالت سے قرآن مجید سُن کر

ان کے دل اس طرح بے اختیار اس کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے جیسے کسی نے ان پر جادو کر دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے لوگوں سے کہتے:

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۴۱/۲۶

کہ اس قرآن کو مت سُنو! بلکہ جب یہ پڑھا جا رہا ہو تو خوب غُل غپاڑہ مچاؤ تاکہ تم پر یا کسی دوسرے پر اس کا اثر نہ ہونے پائے۔ تمہارے غالب رہنے کی یہی ایک صورت ہو سکتی ہے اور اسی لیے وہ مکّہ میں ہر نو دارد کو نصیحت کرتے کہ اپنے کانوں میں رُوئی ٹھونس لو کیونکہ یہاں محمدؐ نامی ایک شخص اپنے کلام کے زور سے لوگوں پر جادو کر دیتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ پانچ سال تک اگر اسلام نہیں لائے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اپنے آبائی دین میں تصلب کی وجہ سے انہوں نے اپنے کان میں قرآن کی آواز پڑنے ہی نہیں دی۔ جونہی اپنی بہن کے گھر میں یہ آواز اُن کے کان میں پڑی، ان کے دل کی دُنیا بدل گئی۔ اور وہ جو شمشیر بکف ہو کر گھر سے نکلے تھے کہ آپ کا کام تمام کر دیں گے اب گردن بزیر ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

کفارِ مکّہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر حضرت ابو بکرؓ مکہ سے باہر جانے لگے تو ابن الدغنہ نے کہا: آپ جیسے شریف انسان کا مکہ سے چلے جانا اہلِ مکّہ کی بدنصیبی ہوگی۔ آج سے آپ میری امان میں ہیں۔ پوری آزادی کے ساتھ اپنے دین پر عمل کریں۔ کسی کو آپ کے درپئے آزار ہونے کی جرأت نہ ہوگی۔ روایات میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو پاس سے گذرنے والا ہر شخص اُسے سُن کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ یہ دیکھ کر اہلِ مکّہ چیخ اُٹھے کہ ابو بکر کی اس تلاوتِ قرآن سے ہماری عورتیں، بچے اور نوجوان آبائی دین سے منحرف ہوئے جاتے ہیں۔ اکٹھے ہو کر ابن الدغنہ سے کہا کہ ابو بکر کو ایسا کرنے سے روکو ورنہ پوری قوم صابی ہو جائے گی۔ چنانچہ ابن الدغنہ کو حضرت ابو بکر کو دی گئی امان سے دست بردار ہونا پڑا۔

ولید بن مغیرہ نے ایک روز رؤسائے قریش سے کہا: آج رات میں اس شخص (محمدؐ) کا جائزہ لے کر تمہیں بتاؤں گا۔ چنانچہ وہ ایسے وقت پہنچا جب آپ نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے

بخشے۔ دیر تک کھڑا سنتا رہا۔ واپس لوٹا تو لوگوں سے کہنے لگا: "میں نے ایک شیریں، شاداب اور بار آور کلام سنا ہے جو دلوں میں اترا چلا جاتا ہے۔" انہوں نے سوال کیا: تو کیا وہ شعر ہے؟ اس ملتے کہا: مجھ سے بڑھ کر شعر کا شناسا کون ہو سکتا ہے: خدا کی قسم! وہ شعر نہیں۔ انہوں نے پوچھا: تو کیا محمدؐ کاہن ہے اور اس کا یہ کلام کہانت کی کوئی قسم ہے؟ اس نے جواب دیا: ہرگز نہیں کیوں کہ میں کہانت سے بھی خوب واقف ہوں۔ انہوں نے کہا: تو کیا وہ جادو ہے؟ کہنے لگا: میں نہیں جانتا، لیکن اگر وہ (مخلوق کے کلام کی قسموں میں سے) کوئی چیز ہو سکتا ہے تو وہ جادو ہی ہے۔

خالد بن عقبہ نے قرآن مجید سن کر اس پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا کہ:۔

"واللہ ان لہ لحلاوۃ وان علیہ لطراوۃ وان اسفلہ لمغدق وان اعلاہ لمثمر وما یقول ھذا البشر"

خدا کی قسم! اس میں ایک عجیب مٹھاس ہے اور اس میں ایک عجیب تروتازگی ہے۔ اس کی جڑیں شاداب اور اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں اور ایسا کلام کوئی انسان نہیں کہہ سکتا۔

کہتے ہیں ایک دفعہ قریش کے تین بے مثال بلیغ خطیب — ولید بن مغیرہ، اخنس بن قیس اور ابوجہل — مختلف مقامات سے رات کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ واپسی پر جب ان کی باہم ملاقات ہوئی تو انہوں نے ایک دوسرے کو (اس حرکت پر) ملامت کی اور کہا کہ اگر عوام ہمیں ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیں اور وہ بھی قرآن سننے لگیں تو وہ فوراً ایمان لے آئیں۔ دوسری شب کو بھی انہوں نے یہی کچھ کیا اور پھر جب باہم ملے تو پہلے سے بھی زیادہ اس حرکت پر شرمسار ہوئے اور قسم کھائی کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ دن چڑھا تو ولید بن مغیرہ، اخنس بن قیس کے پاس آیا اور کہنے لگا: جو کچھ تم نے محمدؐ سے سنا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا: "میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بنو عبدالمطلب نے کہا: ہم حاجب ہوں گے۔ ہم نے تسلیم کر لیا، انہوں نے کہا: ہم خانہ کعبہ کے متولی ہوں گے، ہم مان گئے۔ انہوں نے حاجیوں کی سقائی کا کام اپنے ذمے لیا۔ ہم نے مزاحمت نہ کی۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ہم

میں نبی بھی آیا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ خدا کی قسم! میں تو اس پر ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا۔"

یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ رموزِ سخن سے آشنا ان لوگوں کے دلوں میں قرآن مجید نہ صرف اپنے مضامین بلکہ اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی اُتر چکا تھا، مگر اُن کی وہ شعوبی عصبیتِ جاہلیہ آڑے آتی رہی اور وہ ایمان نہ لائے۔

ثمامہ بن آثال، مخالفین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کہا کرتا تھا کہ میرے لیے محمدؐ کے چہرے سے زیادہ مبغوض کوئی چہرہ نہیں اور اس کے شہر (مدینہ) سے بڑھ کر کوئی شہر قابلِ نفرت نہیں، مگر جب گرفتاری کے بعد دو ہی روز تک مسجد نبوی میں براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید سُننے کا اتفاق ہوا تو اب یہ کیفیت تھی کہ اس کے لیے حضورؐ کی ذات سے بڑھ کر کوئی ذات محبوب نہ تھی اور مدینہ سے بڑھ کر اسے کوئی شہر عزیز نہ تھا۔

ملک الشعراء لبید جس کے بعض شعروں پر، کہتے ہیں کہ شاعر اس کے سامنے سربسجود ہو گئے تھے، قرآن مجید سے اس قدر متاثر تھا کہ ایک ملاقات میں جب حضرت عمرؓ نے اس سے اپنا تازہ کلام سُنانے کی فرمائش کی تو کہنے لگا کہ جب سے قرآن سُنا ہے، شعر کہنا چھوڑ چکا ہوں۔ بالفاظ دیگر، قرآن مجید کے معجزانہ اسلوب کو دیکھ کر اس عظیم شاعر کو اپنا کلام حقیر دکھائی دینے لگا۔ جنوں کے اس تاثر میں کتنی حقیقت اور کتنی گہرائی ہے کہ:

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا (الجن)

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں۔ ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(ادارہ)